





پچ سڑک پر ایسی پھینٹی لگائے گا کہ چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ اگر خدا نخواستہ کسی کو تھانے میں جانا پڑے گیا، تو جان لیجئے کہ آپ کو دس منٹ میں جانور بنا دیا جائیگا۔ کپڑے اُتار کر تشدید کرنا، بد بودا رکھنے والیوں میں رہنا، ہر مرحلے پر پسیے دینے پر مجبور کرنا، ہمارے تھانے کے کلچر کا حصہ ہے۔ اسے ہم تسلیم کر چکے ہیں۔ نصیب برے ہوں، اور کچھ بھری جانے کا حادثہ پیش آجائے تو محترم چیف جسٹس کی ادا کردہ اکثر با تیں صرف تقریر ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ریڈر، احمد، نائب کورٹ ایسی مخلوق ہیں، جو سانس لینے کے بھی سائلین سے پسیے لیتے ہیں۔ جھوٹ کے پاس مقدمہ سننے کا وقت نہیں ہوتا۔ لہذا انسان پیشیاں بھگت کر ڈھنی طور پر کنگال ہو جاتا ہے۔ چھوٹی عدالت سے بڑی عدالت اور پھر عدالتیں ہی عدالتیں۔ مستقل بنیاد پر ذلت کی ٹوکری سر پر اٹھانے کیلئے مل جاتی ہے۔ مگر انصاف نہیں ملتا۔ بیانگ دہل کہہ رہا ہوں، کہ ہمارا عدالتی نظام شرمناک حد تک ناقص ہے۔ یہ ہر کام کر سکتا ہے۔ مگر کسی بھی انسان کو بروقت انصاف دینے کی امیت نہیں رکھتا۔ یہ بھی عرض کروں کہ یہ ایسے ہی چلتا رہیگا۔ ہر شخص کو دعا کرنی چاہیے کہ اسے عدالتی نظام سے دور دور تک واسطہ نہ پڑے۔

اگر آپ یا اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو سمجھیے کہ ایک ایسی دلدل میں ڈھنس گئے ہیں جہاں سے صرف موت ہی آپ کو عزت سے باہر نکال سکتی ہے۔ کسی سرکاری ہسپتال میں چلے جائیں۔ باور کروادیا جائیگا کہ آپ کی حیثیت ایک کپڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ میو ہسپتال، گنگارام، سرو سر ز ہسپتال اور اس طرح کے تمام ہسپتالوں میں ہزاروں کی تعداد میں عام لوگ، برا مدوں میں کھڑے اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔ طبی معائنے کیلئے پرچی بخوانا بھی ایک قیامت خیز مرحلہ ہے۔ ادنیٰ دوایاں، درمیانی درجے کے معاملے اور ہزاروں طرح کی بلا میں، مریض اور لوحا حقین کو اس طرح گرفت میں لے لیتے ہیں کہ وہ سہولت سے موت کی خواہش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ کسی بھی جگہ چلے جائیے۔ ایک جیسی بدحالی اور بے رحمی ہے۔ باعیس کروڑ شہریوں کی اکثریت، دراصل انسان اور جانور کی سلطھ کے درمیان میں زندگی گزارنے پر مجبور کر دیے گئے ہیں۔ ذنوں کے مارے ان لوگوں کا نہ کبھی کوئی والی وارث تھا اور نہ آنے والے وقت میں ہوگا۔ جتنی جلدی ہو، آپ عزت نفس کا سودا کر کے ذلیل ہونے کے عادی ہو جائیں۔ شائد اسی طرح تکلیف کم ہو جائے!

راوِ منظر حیات